HABIBIA ISLAMICUS
(The International Journal of Arabic &Islamic Research) (Quarterly) Trilingual (Arabic, English, Urdu) ISSN:2664-4916 (P) 2664-4924 (E)
Home Page: http://habibiaislamicus.com
Approved by HEC in Y Category
Indexed with: IRI (AIOU), Australian Islamic Library, ARI, ISI, SIS, Euro pub.
PUBLISHER HABIBIA RESEARCH ACADEMY
Project of **JAMIA HABIBIA INTERNATIONAL,** Reg. No: KAR No. 2287 Societies Registration Act XXI of 1860 Govt. of Sindh, Pakistan.
Website: www.habibia.edu.pk,
This work is licensed under a Creative Commons Attribution 4.0 International License.

TOPIC:

INDIVIDUAL DISTINCTIONS OF THE COMPANIONS: AN ANALYTICAL STUDY OF THE SPECIAL RULINGS GRANTED TO SELECTED SAHABAH

صحابہ کرام کی انفرادی خصوصیات: منتخب صحابہ کے خصوصی احکام کا تجزیاتی مطالعہ

AUTHORS:

1. Muhammad Hassan Saeed, Assistant Professor, National University of Computer & Emerging Sciences (Fast) Karachi. Email: hassan.saeed@nu.edu.pk
   Orcid ID: https://orcid.org/0000-0001-8739-9269

How to Cite: Saeed, Muhammad Hassan. 2025. "INDIVIDUAL DISTINCTIONS OF THE COMPANIONS: AN ANALYTICAL STUDY OF THE SPECIAL RULINGS GRANTED TO SELECTED SAHABAH: صحابۂ کرام کی انفرادی خصوصیات: منتخب صحابہ کے خصوصی احکام کا تجزیاتی مطالعہ". Habibia Islamicus (The International Journal of Arabic and Islamic Research) 9 (1):21-37.
DOI: https://doi.org/10.47720/hi.2025.0901u02.
URL: https://habibiaislamicus.com/index.php/hirj/article/view/317
Vol. 9, No.1 || January –March 2025 || P. 21-37
Published online: 2025-03-30

QR. Code

INDIVIDUAL DISTINCTIONS OF THE COMPANIONS: AN ANALYTICAL STUDY OF THE SPECIAL RULINGS GRANTED TO SELECTED SAHABAH

صحابہ کرام کی انفرادی خصوصیات: منتخب صحابہ کے خصوصی احکام کا تجزیاتی مطالعہ

Muhammad Hassan Saeed,

ABSTRACT:

This study examines the unique and unparalleled qualities granted to specific Companions by the Prophet Muhammad ﷺ—distinctions that were not shared by the general Ummah nor found among other Ṣaḥābah. Focusing on Khuzaymah ibn Thābit al-Anṣārī, Salamah ibn Ṣakhr al-Bayāḍī, and Abū Burdah ibn Niyār, the research highlights how each Companion received a ruling or privilege of exceptional character. Khuzaymah's testimony being counted as equal to that of two men represents a singular judicial honor in the early Islamic legal framework. Salamah's unusual and highly specific case of ẓihār illustrates a personalized application of legal principles, reflecting the Prophet's ﷺ sensitivity to individual circumstances. Likewise, Abū Burdah's acceptance of a one-year-old goat as uḍḥiyah—declared valid for him alone—shows a prophetic concession that carried no general applicability. Together, these examples demonstrate how certain rulings were issued as khawāṣṣ al-ṣaḥābah—unique distinctions limited to individuals. Such exceptional cases enrich our understanding of prophetic judgment, legal flexibility, and the role of personalized rulings within the broader framework of early Islamic law.

KEYWORDS: *Companions, khawāṣṣ al-ṣaḥābah Islamic law. Khuzaymah,*

تعارف(Introduction)

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اسلامی تاریخ کی وہ اولین اور ممتاز شخصیتیں ہیں جنہوں نے براہِ راست رسول اللہ ﷺ سے دین، ہدایت اور عملی نمونہ حاصل کیا۔ عمومی طور پر صحابہ کے فضائل اور خدمات امت کے لیے مجموعی طور پر بیان کی جاتی ہیں، مگر بعض صحابہ ایسے بھی ہیں جنہیں رسول اللہ ﷺ کی طرف سے خصوصی اور انفرادی نوعیت کے احکام، رخصتیں یا امتیازات عطا ہوئے، جو نہ صرف عام امت کے لیے نہیں تھے بلکہ دیگر صحابہ میں بھی اس کی کوئی نظیر نہیں ملتی۔

زیرِ نظر تحقیق کا مقصد انہی منفرد واقعات کا تحقیقی مطالعہ کرنا ہے، جس میں تین صحابہ﴿خُزَيْمَةَ بْنِ ثَابِتٍ الأَنْصَارِيِّ﴾، ﴿سَلَمَةَ بْنِ صَخْرٍ الْبَيَاضِيِّ﴾، ﴿أبو بُرْدَةَ بنُ نِيَارٍ﴾ کے مخصوص احکام اور ان کے امتیازی فقہی پس منظر کا جائزہ شامل ہے۔ خُزیمہ بن ثابت کی گواہی کو دو مردوں کے برابر شمار کیا جانا ایک نادر اور منفرد عدالتی فضیلت ہے۔ سَلَمہ بن صخر کی کفارۂ صوم کی نادر صورت میں ان کے لیے مخصوص قانونی فیصلہ، اور ابوبُردہ بن نیار کے لیے ایک سالہ بکری کو اضحیہ کے طور پر نہ صرف قبول کرنا بل کہ﴿وَلَنْ تَجْزِيَ عَنْ أَحَدٍ بَعْدَكَ﴾ فرما کر حضرت ابو بردہ ہی کے ساتھ اسے خاص کر دینا، یہ تمام مثالیں ظاہر کرتی ہیں کہ بعض احکام صرف مخصوص افراد کے لیے جاری کیے گئے اور ان کی عمومی اطلاقیت نہیں تھی۔

یہ مطالعہ ان واقعات کو صرف تاریخی واقعہ کے طور پر نہیں بلکہ فقہی، نصوصی اور سیاقی تناظر میں دیکھتا ہے، تاکہ یہ واضح ہو سکے کہ کس طرح رسول اللہ ﷺ نے عمومی قوانین کے ساتھ ساتھ فرد کی خصوصی صورتحال کو مدنظر رکھتے ہوئے فیصلہ صادر فرمایا۔

تحقیق میں احادیث باحوالہ اور ترجمہ، قرآنی آیات کے مفسرین کے ارشادات، اور واقعات کے فقہی سیاق وسباق کو یکجا کیا گیا ہے تاکہ مطالعہ نہ صرف مستند بلکہ قابل فہم اور تحقیقی معیار کے مطابق ہو۔

تحقیقی خلاء اور زیرِ نظر جائزے کے امتیازات (Research Gap & Distinctive Aspects of the Current Analysis)

صحابہ کرام کے عمومی فضائل اور روایات پر تو بہت کچھ لکھا گیا ہے، لیکن فردِ واحد کے ساتھ متعلق وہ احکام جو رسول اللہ ﷺ نے صرف ان ہی کے لیے خاص طور پر دیے، ان پر باقاعدہ اور مربوط تحقیقی کام نہ ہونے کے برابر ہے۔ عام طور پر یہ واقعات کتبِ حدیث میں منتشر صورت میں موجود ہیں، مگر انہیں "خصوصیاتِ صحابہ" کے عنوان سے منظم کر کے ایک ہی تحقیقی تناظر میں جمع نہیں کیا گیا۔ زیرِ نظر تحقیق کی امتیازی خصوصیات یہ ہیں:

- یہ مطالعہ تین ایسے صحابہ کے واقعات کو اکٹھا کرتا ہے جن کے احکام ذاتی اور شخصی نوعیت کے تھے۔
- ان واقعات کو محض تاریخی طور پر نہیں، بلکہ فقہی، اصولی اور تطبیقی پہلو سے دیکھا گیا ہے۔
- تحقیق یہ واضح کرتی ہے کہ ایسے شخصی احکام امت کے لیے نظیر نہیں بنتے، اور یہ رسول اللہ ﷺ کے خاص اجتہادی و تربیتی فیصلوں کا حصہ تھے۔
- یہ جائزہ "خصائص" کی ایک واضح اور باقاعدہ درجہ بندی پیش کرتا ہے، جو سابقہ لٹریچر میں کمی محسوس کی جاتی ہے۔

مقدمہ (Preface)

یہ مضمون اس ضرورت کے تحت مرتب کیا گیا ہے کہ ان مخصوص واقعات کو یکجا کر کے یہ واضح کیا جائے کہ رسول اللہ ﷺ نے بعض مواقع پر عام قانون کے بجائے انفرادی حالات کو سامنے رکھ کر مخصوص احکام جاری فرمائے۔ یہ واقعات صرف سوانحی حیثیت نہیں رکھتے، بلکہ اسلامی قانون سازی کے اس پہلو کو روشن کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے عمومی تشریعی اصولوں کے ساتھ ساتھ بسا اوقات فرد کی کیفیت، ضرورت اور صدقِ حال کو مدنظر رکھ کر فیصلے صادر کیے۔ زیرِ نظر تینوں مثالیں اسی قانونی و تربیتی حکمت کی نمائندگی کرتی ہیں۔

منہجِ تحقیق (Research Methodology)

اس تحقیق کا منہج بنیادی طور پر کیفی (Qualitative) اور متنی (Textual) نوعیت کا ہے، جو حدیثی اور فقہی ماخذوں پر مبنی ہے۔ تحقیق میں درج ذیل مراحل اختیار کیے گئے ہیں:

- ہر صحابی کا مختصر اور جامع تعارف پیش کیا گیا تاکہ ان کے تاریخی، سماجی اور مذہبی پس منظر کو واضح کیا جا سکے۔

- ہر واقعے یا مسئلے کی تفصیل بیان کی گئی جس میں صحابی کو منفرد رخصت یا خصوصی حکم حاصل ہوا۔
- اس مسئلے یا واقعے کے تناظر میں صحابی کی منفرد صفت یا امتیازی خصوصیت کو واضح کیا گیا۔
- تمام متعلقہ احادیث معتبر حوالوں کے ساتھ پیش کی گئیں، اور ہر حدیث کا واضح ترجمے شامل کیا گیا تاکہ مطالعہ آسان اور قابل فہم ہو۔
- جہاں واقعے میں قرآنی آیت کا تعلق تھا، وہاں مختلف مفسرین کی تشریحات شامل کی گئیں تاکہ سیاق وسباق اور فقہی مفہوم روشن ہو۔
- یہ منہج تحقیق اس بات کو یقینی بناتا ہے کہ مطالعہ نہ صرف مرکوز اور منظم ہو بلکہ ہر صحابی کی منفرد صفت کو تاریخی، فقہی اور نصوصی تناظر کے ساتھ مؤثر انداز میں پیش کیا جاسکے۔ اس سے تحقیق میں معتبر حوالہ جات، شخصی نوعیت کے احکام، اور فقہی تجزیہ سبھی عناصر شامل رہتے ہیں، جو علمی معیار کو مضبوط کرتے ہیں۔

1. خُزَيْمَةَ بْنِ ثَابِتٍ الأَنْصَارِيِّ (رَضِيَ اللہ تَعَالٰی عَنْہ)

تعارفِ صحابی

خزیمہ بن ثابت بن ثعلبہ بن ساعدہ بن عامر بن غیان بن عامر بن خطمہ بن جشم بن مالک بن اوس انصاری۔ ان کا لقب ذوالشہادتین ہے۔ آنحضرت ﷺ نے آپ کی گواہی دو مردوں کے برابر فرمائی تھی۔ خزیمہ اپنے ساتھیوں کے ساتھ مل بنی خطمہ کے بتوں کو توڑا کرتے تھے۔ بدر سمیت تمام غزوات میں شریک رہے ہیں۔ جنگ جمل اور صفین میں حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ہمراہ تھے۔ سن 37 ہجری میں جنگ صفین میں شہید ہوئے۔ امام زہری نے ابن خزیمہ سے اور ابن خزیمہ نے اپنے والد سے روایت کیا ہے کہ خزیمہ بن ثابت کا بیان ہے ایک مرتبہ انھوں نے خواب میں خود کو آنحضرت ﷺ کی پیشانی پر سجدہ کرتے دیکھا۔ چناں چہ اس خواب کو سن کر آنحضرت ﷺ ان کے سامنے لیٹ گئے، اور فرمایا کہ اپنے خواب کو سچا کرلو، چناں چہ حضرت خزیمہ نے آنحضرت کی پیشانی پر سجدہ کیا۔(1) **حضرت خزیمہ کی خصوصیت: ایک کی گواہی دو مردوں کے برابر ہونا**

ایک دن نبی اکرم ﷺ نے ایک اعرابی سے گھوڑا خریدا۔ آپ ﷺ نے اسے کہا کہ پیچھے پیچھے چلو تاکہ تم اپنے گھوڑے کی قیمت وصول کرسکو۔ اعرابی دھیرے دھیرے چل رہا تھا اور لوگ اسے دیکھ کر یہ سمجھنے لگے کہ گھوڑا ابھی خریدا نہیں گیا، لہٰذا وہ بڑھ بڑھ کر قیمتیں لگانے لگے۔ ہر شخص کوشش کرنے لگا کہ زیادہ قیمت دے کر گھوڑا خرید لے۔

اعرابی تھوڑا پریشان ہوا اور نبی ﷺ کو پکارا: اگر آپ نے اسے خرید لیا تو ٹھیک، ورنہ میں اسے کسی اور کو بیچ دوں۔ نبی ﷺ نے رک کر فرمایا: کیا میں نے اسے تم سے خریدا نہیں؟ "اعرابی نے قسم کھا کر کہا" : نہیں، اللہ کی قسم! میں نے اسے آپ کو نہیں بیچا۔ "نبی ﷺ نے کہا" : میں نے اسے تم سے خرید لیا ہے۔ "اب لوگ دونوں کے ارد گرد جمع ہوگئے اور تھوڑی ہلچل پیدا ہوگئی۔ اعرابی نے کہا : "گواہ لاؤ کہ میں نے اسے آپ کو بیچ دیا ہے"!

یہ سن کر خُزیمہ بن ثابت رضی اللہ عنہ نے کہا: اللہ کے رسول ! میں گواہی دیتا ہوں کہ تم نے اسے آپ ﷺ کو بیچ دیا ہے، کیونکہ میں جانتا ہوں کہ آپ کی صداقت پر کسی شک کی گنجائش نہیں۔" نبی ﷺ نے خوش ہو کر فرمایا: تمہاری گواہی دو آدمیوں کی گواہی کے برابر ہے۔"

یہ چھوٹا سا واقعہ نہ صرف ایک خرید و فروخت کی کہانی ہے، بلکہ نبی ﷺ کے ساتھ خُزیمہ بن ثابت رضی اللہ عنہ کی غایتِ محبت اور ان کی منفرد فضیلت کی بھی عکاسی کرتا ہے، کہ ان کی گواہی کی قدر اتنی تھی کہ اسے دو گواہوں کے برابر تسلیم کیا گیا۔ یہ اعزاز حضرت خزیمہ بن ثابت ہی کے خاص تھا۔

اب صحیح بخاری کی اس روایت کے الفاظ ملاحظہ فرمائیں:

عَنْ عُمَارَةَ بْنِ خُزَيْمَةَ، أَنَّ عَمَّهُ حَدَّثَهُ وَهُوَ مِنْ أَصْحَابِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ , أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ابْتَاعَ فَرَسًا مِنْ أَعْرَابِيٍّ وَاسْتَتْبَعَهُ لِيَقْبِضَ ثَمَنَ فَرَسِهِ , فَأَسْرَعَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ , وَأَبْطَأَ الْأَعْرَابِيُّ وَطَفِقَ الرِّجَالُ يَتَعَرَّضُونَ لِلْأَعْرَابِيِّ , فَيَسُومُونَهُ بِالْفَرَسِ وَهُمْ لَا يَشْعُرُونَ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ابْتَاعَهُ , حَتَّى زَادَ بَعْضُهُمْ فِي السَّوْمِ عَلَى مَا ابْتَاعَهُ بِهِ مِنْهُ , فَنَادَى الْأَعْرَابِيُّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ: إِنْ كُنْتَ مُبْتَاعًا هَذَا الْفَرَسَ وَإِلَّا بِعْتُهُ، فَقَامَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حِينَ سَمِعَ نِدَاءَهُ، فَقَالَ:" أَلَيْسَ قَدِ ابْتَعْتُهُ مِنْكَ؟" , قَالَ: لَا , وَاللَّهِ مَا بِعْتُكَهُ , فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ:" قَدِ ابْتَعْتُهُ مِنْكَ" , فَطَفِقَ النَّاسُ يَلُوذُونَ بِالنَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَبِالْأَعْرَابِيِّ وَهُمَا يَتَرَاجَعَانِ وَطَفِقَ الْأَعْرَابِيُّ يَقُولُ: هَلُمَّ شَاهِدًا يَشْهَدُ أَنِّي قَدْ بِعْتُكَهُ , قَالَ خُزَيْمَةُ بْنُ ثَابِتٍ: أَنَا أَشْهَدُ أَنَّكَ قَدْ بِعْتَهُ , قَالَ: فَأَقْبَلَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَى خُزَيْمَةَ , فَقَالَ:" لِمَ تَشْهَدُ؟" , قَالَ: بِتَصْدِيقِكَ يَا رَسُولَ اللَّهِ, قَالَ: فَجَعَلَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ شَهَادَةَ خُزَيْمَةَ شَهَادَةَ رَجُلَيْنِ. (2)

صحابی رسول عمارہ بن خزیمہ کے چچا (خزیمہ بن ثابت رضی اللہ عنہ) بیان کرتے ہیں کہ نبی اکرم ﷺ نے ایک اعرابی (دیہاتی) سے ایک گھوڑا خریدا، اور اس سے پیچھے پیچھے آنے کو کہا تاکہ وہ اپنے گھوڑے کی قیمت لے لے، نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم آگے بڑھ گئے اور اعرابی سست رفتاری سے چلا، لوگ اعرابی سے پوچھنے لگے اور گھوڑا خریدنے کے لیے (بڑھ بڑھ کر قیمتیں لگانے لگے) انہیں یہ معلوم نہ تھا کہ نبی اکرم ﷺ اسے خرید چکے ہیں، یہاں تک کہ ان میں سے کسی نے اس سے زیادہ قیمت لگا دی جتنے پر آپ نے اس سے خریدا تھا، اعرابی نے نبی اکرم ﷺ کو پکارا، اگر آپ اس گھوڑے کو خریدیں تو ٹھیک ورنہ میں اسے بیچ دوں، آپ نے جب اس کی پکار سنی تو ٹھہر گئے اور فرمایا: ”کیا میں نے اسے تم سے خریدا نہیں ہے؟“ اس نے کہا: نہیں، اللہ کی قسم! میں نے اسے آپ سے بیچا نہیں ہے، نبی اکرم ﷺ نے فرمایا:

"میں اسے تم سے خرید چکا ہوں"؟ اب لوگ نبی اکرم ﷺ اور اعرابی کے ارد گرد اکٹھا ہونے لگے، دونوں تکرار کر رہے تھے، اعرابی کہنے لگا: "گواہ لائیے جو گواہی دے کہ میں اسے آپ سے بیچ چکا ہوں"، خزیمہ بن ثابت رضی اللہ عنہ نے کہا: میں گواہی دیتا ہوں کہ تم اسے بیچ چکے ہو، نبی اکرم ﷺ خزیمہ رضی اللہ عنہ کی طرف متوجہ ہوئے اور فرمایا: تم گواہی کیسے دے رہے ہو؟ انہوں نے کہا: آپ کے سچا ہونے پر یقین ہونے کی وجہ سے، اللہ کے رسول! تو رسول اللہ ﷺ نے خزیمہ رضی اللہ عنہ کی گواہی کو دو آدمیوں کی گواہی کے برابر قرار دیا۔

چناں چہ حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ کا یہ بیان صحیح بخاری میں موجود ہے، آپ فرماتے تھے کہ جب قرآن مجید کو ایک مصحف کی (کتابی) صورت میں جمع کیا جانے لگا تو میں نے سورۃ احزاب کی ایک آیت نہیں پائی جس کی رسول اللہ ﷺ سے برابر تلاوت کرتے ہوئے سنتا رہا تھا جب میں نے اسے تلاش کیا تو صرف خزیمہ بن ثابت انصاری کے یہاں وہ آیت مجھے ملی۔ وہ آیت یہ تھی: ﴿مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ رِجَالٌ صَدَقُوْا مَا عَاهَدُوا اللّٰهَ عَلَيْهِ ۚ﴾(3)

اس کے بعد حضرت زید بن ثابت آپ کا تعارف ان الفاظ میں فرماتے ہیں کہ: ﴿ یہ خزیمہ وہی ہیں جن کی اکیلے کی گواہی کو رسول اللہ ﷺ نے دو آدمیوں کی گواہی کے برابر قرار دیا تھا۔ ﴾

اب صحیح بخاری کی اس روایت کے الفاظ ملاحظہ فرمائیں:

أَخْبَرَنِي خَارِجَةُ بْنُ زَيْدِ بْنِ ثَابِتٍ أَنَّهُ , سَمِعَ زَيْدَ بْنَ ثَابِتٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ , يَقُولُ:" فَقَدْتُ آيَةً مِنْ الْأَحْزَابِ حِينَ نَسَخْنَا الْمُصْحَفَ كُنْتُ أَسْمَعُ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقْرَأُ بِهَا , فَالْتَمَسْنَاهَا فَوَجَدْنَاهَا مَعَ خُزَيْمَةَ بْنِ ثَابِتٍ الْأَنْصَارِيِّ مِنَ الْمُؤْمِنِينَ رِجَالٌ صَدَقُوا مَا عَاهَدُوا اللهَ عَلَيْهِ فَمِنْهُمْ مَنْ قَضَى نَحْبَهُ وَمِنْهُمْ مَنْ يَنْتَظِرُ سورة الأحزاب آية 23 فَأَلْحَقْنَاهَا فِي سُورَتِهَا فِي الْمُصْحَفِ. (4)

گواہی کا شرعی نصاب

قرآن کریم میں سورۂ بقرہ میں ارشاد خداوندی ہے:

﴿وَ اسْتَشْهِدُوْا شَهِيْدَيْنِ مِنْ رِّجَالِكُمْ ۚ فَاِنْ لَّمْ يَكُوْنَا رَجُلَيْنِ فَرَجُلٌ وَّ امْرَاَتٰنِ مِمَّنْ تَرْضَوْنَ مِنَ الشُّهَدَآءِ اَنْ تَضِلَّ اِحْدٰىهُمَا فَتُذَكِّرَ اِحْدٰىهُمَا الْاُخْرٰى ۚ﴾ (5)

اور گواہ کرو دو شاہد اپنے مردوں میں سے پھر اگر نہ ہوں دو مرد تو ایک مرد اور دو عورتیں اور ان لوگوں میں سے جن کو تم پسند کرتے ہو گواہوں میں تا کہ بھول جائے ایک ان میں سے تو یاد دلاوے اس کو دوسری۔

اس آیت کی ذیل میں مفتی محمد شفیع صاحب فرماتے ہیں:

اس کے بعد ضابطہ شہادت کے چند اہم اصول بتلائے گئے مثلا ایک یہ کہ گواہ دو مرد یا ایک مرد دو عورتیں ہونا ضروری ہیں ایک اکیلا مرد یا صرف دو عورتیں عام معاملات کی گواہی کے لئے کافی نہیں۔ دوسرے یہ کہ گواہ مسلمان ہوں، لفظ مِن رِّجَالِکُم میں اس کی طرف ہدایت کی گئی ہے۔ تیسرے یہ کہ گواہ ثقہ اور عادل ہوں جن کے قول پر اعتماد کیا جاسکے فاسق وفاجر نہ ہوں۔(6)

اسی طرح علامہ شبیر احمد عثمانی فرماتے ہیں:

چاہیے کہ اس معاملہ پر کم سے کم دو گواہ مردوں میں سے یا ایک مرد اور دو عورتیں گواہ بنائی جائیں اور گواہ قابل پسند یعنی لائق اعتبار اور اعتماد ہوں۔(7)

لبِّ لباب:

- خزیمہ رضی اللہ عنہ نے واقعہ کی ظاہری گواہی نہیں دیکھی تھی، مگر رسول اللہ ﷺ کی صداقت پر کامل یقین کی بنیاد پر گواہی دی۔
- ان کی گواہی دینے کی وجہ حقیقی مشاہدہ نہیں بلکہ رسول اللہ ﷺ کی سچائی پر غیر معمولی اعتماد تھا، جو ایک منفرد روحانی و ایمانی کیفیت تھی۔
- اسی انفرادی حالتِ ایمان کے سبب نبی کریم ﷺ نے انہیں خصوصی رعایت دیتے ہوئے ان کی گواہی دو گواہوں کے برابر مقرر فرمادی۔
- یہ عام قانون نہیں، بلکہ خزیمہ رضی اللہ عنہ کی ذاتی خصوصیت تھی۔

2. سَلَمَةَ بْنِ صَخْرٍ الْبَيَاضِيِّ (رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ)

تعارفِ صحابی

سلمہ بن صخر بن سلمان بن صمہ بن حارثہ بن حارث بن زید مناہ بن حبیب بن عبد حارثہ بن مالک بن عضب بن جشم بن خزرج انصاری خزرجی ہیں۔ آپ بنو بیاضہ کے حلیف تھے، اسی وجہ سے ان کو بیاضی کہا جاتا تھا۔ بیاضہ عبد حارثہ بن مالک بن عضب میں مل جاتے ہیں۔ بعض لوگ ان کا نام سلمان بیان کرتے ہیں اور یہی صحیح اور اکثر کا قول ہے۔ ان کی روایت کردہ حدیث ابن مسیب اور ابو سلمہ اور سلیمان بن یسار نے روایت کی ہے۔(8)

حضرت سلمہ بن صخر بیاضی کی خصوصیت: کفارۂ ظہار میں خصوصی رعایت

سلمہ بن صخر بیاضی رضی اللہ عنہ کی طبیعت میں ازدواجی رغبت کچھ زیادہ تھی، اسی لیے انہوں نے رمضان میں ضبطِ نفس کے لیے خصوصی احتیاط اختیار کی۔ رمضان کے آغاز پر انہوں نے اپنی خواہش پر قابو رکھنے کے لیے بیوی پر پورے رمضان کا ظہار کر لیا۔ ایک رات وہ اپنی بیوی سے باتیں کر رہے تھے کہ اس کا کچھ حصہ کھل گیا، جس سے خواہش غالب آگئی اور انہوں نے رمضان میں بیوی سے مباشرت کر لی۔

صبح اپنی قوم کے پاس گئے اور مسئلہ بتایا، مگر قوم نے کہا کہ ہم رسول اللہ ﷺ سے نہیں پوچھیں گے، کہیں کوئی سخت حکم ہمارے بارے میں نازل نہ ہو جائے۔ لہٰذا انہوں نے خود رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہو کر سارا واقعہ بیان کیا۔

نبی کریم ﷺ نے فرمایا:

غلام آزاد کرو۔

انہوں نے عرض کیا کہ میرے پاس کچھ نہیں۔

آپ ﷺ نے فرمایا: دو مہینے لگاتار روزے رکھو۔

انہوں نے عرض کیا کہ روزوں کی وجہ سے ہی یہ کمزوری پیش آئی، یہ بھی نہیں ہو سکتا۔

آپ ﷺ نے فرمایا: ساٹھ مسکینوں کو کھانا کھلاؤ۔

انہوں نے عرض کیا کہ ہم خود فاقے میں ہیں۔

آپ ﷺ نے ان کی تنگدستی دیکھ کر فرمایا کہ بنی زریق کے صدقات جمع کرنے والے کے پاس جاؤ، وہ تمہیں مال دے گا۔ اس میں سے ساٹھ مسکینوں کو کھلا دینا اور جو کچھ بچے وہ اپنے گھر کے لیے رکھ لینا۔

سلمہؓ کہتے ہیں کہ میں خوشی خوشی وہ مال لے آیا اور اس طرح رسول اللہ ﷺ نے میری پریشانی بھی دور کر دی اور کفارہ بھی ادا ہو گیا۔

اب صحیح بخاری کی اس روایت کے الفاظ ملاحظہ فرمائیں:

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ، قَالَ:" أَتَى النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَجُلٌ، فَقَالَ: هَلَكْتُ، قَالَ: وَلِمَ؟ قَالَ: وَقَعْتُ عَلَى أَهْلِي فِي رَمَضَانَ، قَالَ: فَأَعْتِقْ رَقَبَةً، قَالَ: لَيْسَ عِنْدِي، قَالَ: فَصُمْ شَهْرَيْنِ مُتَتَابِعَيْنِ، قَالَ: لَا أَسْتَطِيعُ، قَالَ: فَأَطْعِمْ سِتِّينَ مِسْكِينًا، قَالَ: لَا أَجِدُ، فَأُتِيَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِعَرَقٍ فِيهِ تَمْرٌ، فَقَالَ: أَيْنَ السَّائِلُ؟ قَالَ: هَا أَنَا ذَا، قَالَ: تَصَدَّقْ بِهَذَا، قَالَ: عَلَى أَحْوَجَ مِنَّا يَا رَسُولَ اللهِ فَوَالَّذِي بَعَثَكَ بِالْحَقِّ مَا بَيْنَ لَابَتَيْهَا أَهْلُ بَيْتٍ أَحْوَجُ مِنَّا، فَضَحِكَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَتَّى بَدَتْ أَنْيَابُهُ، قَالَ: فَأَنْتُمْ إِذًا". (9)

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں ایک صاحب آئے اور کہا کہ میں تو ہلاک ہو گیا۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ آخر کیا بات ہوئی؟ انہوں نے کہا کہ میں نے اپنی بیوی سے رمضان میں ہمبستری کر لی۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ پھر ایک غلام آزاد کر دو۔ (یہ کفارہ ہو جائے گا) انہوں نے عرض کیا کہ میرے پاس کچھ نہیں ہے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ پھر دو مہینے متواتر روزے رکھ لو۔ انہوں نے کہا کہ مجھ میں اس کی بھی طاقت نہیں ہے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ پھر ساٹھ مسکینوں کو کھانا کھلاؤ۔ انہوں نے کہا کہ اتنا بھی میرے پاس نہیں ہے۔ اس کے بعد آپ کے پاس ایک ٹوکرا لایا گیا جس

میں کھجوریں تھیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے دریافت فرمایا کہ مسئلہ پوچھنے والا کہاں ہے؟ ان صاحب نے عرض کیا میں یہاں حاضر ہوں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ لو اسے (اپنی طرف سے) صدقہ کر دینا۔ انہوں نے کہا اپنے سے زیادہ ضرورت مند پر؟ یا رسول اللہ! اس ذات کی قسم جس نے آپ کو حق کے ساتھ بھیجا ہے، ان دونوں پتھریلے میدانوں کے درمیان کوئی گھرانہ ہم سے زیادہ محتاج نہیں ہے۔ اس پر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ہنسے اور آپ کے مبارک دانت دکھائی دینے لگے اور فرمایا، پھر تم ہی اس کے زیادہ مستحق ہو۔

رجل سے مراد کون ہے؟

﴿جَاءَ رَجُلٌ﴾ ایک آدمی آیا۔ یہاں ایک سوال پیدا ہوتا ہے کہ مندرجہ بالا حدیث میں کسی معین شخص نام نہیں لیا گیا ہے۔ کیسے معلوم ہو گا کہ یہ صاحب کون تھے؟

جواب اس سوال کا یہ ہے کہ اس باب میں متعدد روایات موجود ہیں جو کفارے کے اس قصے کو بیان کرتی ہیں۔ چناں چہ ایک دوسری روایت میں خود صاحب واقعہ اپنا قصہ بیان کرتے نظر آتے ہیں، جس سے ہمیں بہ خوبی معلوم ہو جاتا ہے کہ ان کا نام سلمہ بن صخر بیاضی تھا۔

سنن ابن ماجہ میں جو حدیث ہمیں ملتی ہے وہ حضرت سلمہ بن صخر کا اپنا بیان ہے۔ چناں چہ آپ بیان کرتے ہیں:

عَنْ سَلَمَةَ بْنِ صَخْرٍ الْبَيَاضِيِّ ، قَالَ: كُنْتُ امْرَأً أَسْتَكْثِرُ مِنَ النِّسَاءِ لَا أَرَى رَجُلًا كَانَ يُصِيبُ مِنْ ذَلِكَ مَا أُصِيبُ، فَلَمَّا دَخَلَ رَمَضَانُ ظَاهَرْتُ مِنَ امْرَأَتِي حَتَّى يَنْسَلِخَ رَمَضَانُ، فَبَيْنَمَا هِيَ تُحَدِّثُنِي ذَاتَ لَيْلَةٍ انْكَشَفَ لِي مِنْهَا شَيْءٌ، فَوَثَبْتُ عَلَيْهَا، فَوَاقَعْتُهَا، فَلَمَّا أَصْبَحْتُ غَدَوْتُ عَلَى قَوْمِي، فَأَخْبَرْتُهُمْ خَبَرِي، وَقُلْتُ لَهُمْ: سَلُوا لِي رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَقَالُوا: مَا كُنَّا لِنَفْعَلَ إِذًا يُنْزِلَ اللَّهُ عَزَّ وَجَلَّ فِينَا كِتَابًا، أَوْ يَكُونَ فِينَا مِنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَوْلٌ: فَيَبْقَى عَلَيْنَا عَارُهُ، وَلَكِنْ سَوْفَ نُسَلِّمُكَ لِجَرِيرَتِكَ، اذْهَبْ أَنْتَ فَاذْكُرْ شَأْنَكَ لِرَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: فَخَرَجْتُ حَتَّى جِئْتُهُ فَأَخْبَرْتُهُ الْخَبَرَ، فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ:" أَنْتَ بِذَاكَ"، فَقُلْتُ: أَنَا بِذَاكَ، وَهَأَنَا يَا رَسُولَ اللَّهِ صَابِرٌ لِحُكْمِ اللَّهِ عَلَيَّ، قَالَ:" فَأَعْتِقْ رَقَبَةً"، قَالَ: قُلْتُ: وَالَّذِي بَعَثَكَ بِالْحَقِّ مَا أَصْبَحْتُ أَمْلِكُ إِلَّا رَقَبَتِي هَذِهِ، قَالَ:" فَصُمْ شَهْرَيْنِ مُتَتَابِعَيْنِ"، قَالَ: قُلْتُ: يَا رَسُولَ اللَّهِ وَهَلْ دَخَلَ عَلَيَّ مَا دَخَلَ مِنَ الْبَلَاءِ إِلَّا بِالصَّوْمِ؟، قَالَ:" فَتَصَدَّقْ وَأَطْعِمْ سِتِّينَ مِسْكِينًا"، قَالَ: قُلْتُ: وَالَّذِي بَعَثَكَ بِالْحَقِّ لَقَدْ بِتْنَا لَيْلَتَنَا هَذِهِ مَا لَنَا عَشَاءٌ، قَالَ:" فَاذْهَبْ إِلَى صَاحِبِ صَدَقَةِ بَنِي زُرَيْقٍ فَقُلْ لَهُ: فَلْيَدْفَعْهَا إِلَيْكَ وَأَطْعِمْ سِتِّينَ مِسْكِينًا وَانْتَفِعْ بِبَقِيَّتِهَا." [10]

سلمہ بن صخر بیاضی رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں ایک ایسا آدمی تھا جسے عورتوں کی بڑی چاہت رہتی تھی، میں کسی مرد کو نہیں جانتا جو عورت سے اتنی صحبت کرتا ہو جتنی میں کرتا تھا، جب رمضان آیا تو میں نے اپنی بیوی سے رمضان گزرنے تک ظہار کر لیا، ایک رات وہ مجھ سے باتیں کر رہی تھی کہ اس کا کچھ بدن کھل گیا، میں اس پہ چڑھ بیٹھا، اور اس سے مباشرت کر لی، جب صبح ہوئی تو میں اپنے لوگوں کے پاس گیا، اور ان سے اپنا قصہ بیان کیا، میں نے ان سے کہا: تم لوگ میرے لیے رسول اللہ ﷺ سے مسئلہ پوچھو، تو انہوں نے کہا: ہم نہیں پوچھیں گے، ایسا نہ ہو کہ ہماری شان میں وحی اترے، یا رسول اللہ ﷺ ہم لوگوں کے سلسلے میں کچھ فرمادیں، اور اس کا عار ہمیشہ کے لیے باقی رہے لیکن اب یہ کام ہم تمہارے ہی سپرد کرتے ہیں، اب تم خود ہی جاؤ اور رسول اللہ ﷺ سے اپنا حال بیان کرو۔ سلمہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں خود ہی چلا اور رسول اللہ ﷺ کے پاس آکر آپ سے واقعہ بیان کیا، آپ نے فرمایا" تم نے یہ کام کیا ہے "؟ میں نے عرض کیا: ہاں، اے اللہ کے رسول! میں حاضر ہوں اور اپنے بارے میں اللہ کے حکم پر صابر ہوں، آپ ﷺ نے فرمایا" : تم ایک غلام آزاد کرو"، میں نے عرض کیا: اللہ کے رسول! قسم ہے اس ذات کی جس نے آپ کو حق کے ساتھ بھیجا ہے، میں تو صرف اپنی جان کا مالک ہوں، آپ ﷺ نے فرمایا" : تم لگاتار دو ماہ کے روزے رکھو، میں نے عرض کیا: اللہ کے رسول یہ بلا جو میرے اوپر آئی ہے روزے ہی کہ وجہ سے تو آئی ہے، آپ ﷺ نے فرمایا" : تو صدقہ دو، یا ساٹھ مسکینوں کو کھانا کھلاؤ"، میں نے کہا: قسم ہے اس ذات کی جس نے آپ کو حق کے ساتھ بھیجا ہے ہم نے یہ رات اس حالت میں گزاری ہے کہ ہمارے پاس رات کا کھانا نہ تھا، آپ ﷺ نے فرمایا" : بنی زریق کا صدقہ وصول کرنے والے کے پاس جاؤ، اور اس سے کہو کہ وہ تمہیں کچھ مال دیدے، اور اس میں سے ساٹھ مسکینوں کو کھلاؤ اور جو بچے اپنے کام میں لے لو۔

ظہار کی تعریف اور شرعی حکم

اصطلاحِ شرع میں ظہار کی تعریف یہ ہے کہ اپنی بیوی کو اپنی محرمات ابدیہ، ماں، بہن بیٹی وغیرہ کے کسی ایسے عضو سے تشبیہ دینا جس کو دیکھنا اس کے لئے جائز نہیں، ماں کی پشت بھی اس کی ایک مثال ہے۔ یہ زمانہ جاہلیت کی ایک رسم تھی، جس کی وجہ سے دائمی حرمت شمار کی جاتی تھی۔

شریعت اسلامیہ نے اس رسم کی اصلاح دو طرح فرمائی۔ اوّل تو خود اس رسمِ ظہار کو ناجائز و گناہ قرار دیا، کہ جس کو بیوی سے علیحدگی اختیار کرنا ہے اس کا طریقہ طلاق ہے، اس کو اختیار کرے۔ ظہار کو اس کام کیلئے استعمال نہ کرے کیونکہ یہ ایک لغو اور جھوٹا کلام ہے کہ بیوی کو ماں کہہ دیا۔

قرآن کریم نے فرمایا: مَا هُنَّ أُمَّهَاتِهِمْ إِنْ أُمَّهَاتُهُمْ إِلَّا اللَّائِيْ وَلَدْنَهُمْ. (11)

یعنی ان کے اس بیہودہ کلام کی وجہ سے بیوی ماں نہیں بن جاتی، ماں تو وہی ہے جس کے بطن سے پیدا ہوا ہے۔ پھر فرمایا:

وَإِنَّهُمْ لَيَقُوْلُوْنَ مُنْكَرًا مِّنَ الْقَوْلِ وَزُوْرًا. (12)

یعنی ان کا یہ قول جھوٹ بھی ہے کہ خلاف واقع بیوی کو ماں کہہ رہا ہے اور منکر یعنی گناہ بھی ہے۔

دوسری اصلاح یہ فرمائی کہ اگر کوئی ناواقف جاہل یا احکام دین سے غافل آدمی ایسا کر بیٹھے تو اس لفظ سے حرمت ابدی شریعت اسلام میں نہیں ہوتی، لیکن اس کی کھلی چھٹی بھی نہیں دی جاتی کہ ایسا لفظ کہنے کے بعد پھر بیوی سے پہلے کی طرح اختلاط وانتفاع کرتا رہے، بلکہ اس پر ایک جرمانہ کفارہ کا لگایا گیا، کہ اگر پھر یہ اپنی بیوی سے رجوع کرنا چاہتا ہے اور سابق کی طرح بیوی سے انتفاع چاہتا ہے تو کفارہ ادا کر کے اپنے اس گناہ کی تلافی کرے بغیر کفارہ ادا کئے بیوی حلال نہ ہو گی۔

جیسا کہ باری تعالیٰ کے اس فرمان سے ثابت ہوتا ہے:

وَالَّذِيْنَ يُظٰهِرُوْنَ مِن نِّسَائِهِمْ ثُمَّ يَعُوْدُوْنَ لِمَا قَالُوْا فَتَحْرِيْرُ رَقَبَةٍ مِّنْ قَبْلِ أن يَّتَمَاسَّا. (13)

اس آیت سے یہ بھی معلوم ہوا کہ کفارہ کا وجوب بیوی کے ساتھ اختلاط حلال ہونے کی غرض سے ہے کہ اس کے بغیر حلال نہیں، خود ظہار اس کفارہ کی علت نہیں، بلکہ ظہار کرنا ایک گناہ ہے جس کا کفارہ توبہ واستغفار ہے جس کی طرف آیت کے آخر میں "وَإِنَّ اللّٰهَ لَعَفُوٌّ غَفُوْرٌ" (14) سے اشارہ کر دیا گیا ہے، لہٰذا اگر کوئی شخص ظہار کر بیٹھے اور اب بیوی سے اختلاط نہیں رکھنا چاہتا تو کوئی کفارہ لازم نہیں البتہ بیوی کی حق تلفی ناجائز ہے، اگر وہ مطالبہ کرے تو کفارہ ادا کر کے اختلاط کرنا یا پھر طلاق دے کر آزاد کرنا ہو گا۔(15)

ظہار کا کفارہ

ظہار کا کفارہ یہ کہ ایک غلام آزاد کر دے، اور اگر غلام نہ مل سکے، جیسا کہ آج کل غلام موجود نہیں تو پھر مسلسل دو مہینہ روزے رکھنا ہیں، اور اگر روزے رکھنے پر قادر نہیں ہو تو ساٹھ مسکینوں کو دو وقت کا کھانا کھلائیں۔(16)

قرآن کریم میں ارشاد ہے:

فمن لم يجد فصيام شهرين متتابعين من قبل أن يتماسا فمن لم يستطع فإطعام ستين مسكينا ذلك لتؤمنوا بالله ورسوله وتلك حدود الله وللكافرين عذاب أليم. (17)

لبِّ لباب

- حضرت سلمہ بن صخر بیاضی رمضان میں ہمبستری کر بیٹھے اور اپنے عمل پر سچے دل سے نادم ہو کر فوراً رسول اللہ ﷺ کی طرف رجوع کیا۔
- نبی کریم ﷺ نے اسے مرحلہ وار کفارہ بتایا، لیکن وہ ہر درجے میں اپنی واقعی عاجزی اور کمزوری بیان کرتے رہے، جس سے ان کی صداقتِ حال ظاہر ہوتی تھی۔

- اللہ کے رسول ﷺ نے اس کی بے بسی دیکھ کر ان کے لیے آسانی پیدا کی، حتی کہ جو صدقہ دیا جانا تھا وہی اس شخص اور اس کے گھر والوں کے لیے جائز قرار دے دیا
- یہ رحمتِ نبوی ﷺ کا منفرد معاملہ تھا۔
- یہ حکم عام نہیں بلکہ اس خاص شخص کے حقیقی فقر، صدقِ توبہ اور حالتِ مجبوری کے سبب نبی ﷺ نے اسے خصوصی رعایت دی۔

3. أبو بُرْدَةَ بنُ نِيَارٍ (رَضِيَ اللهُ تَعَالٰى عَنْه)

تعارفِ صحابی

ابو بردہ ہانی بن نیار بن عمرو بن عبید بن کلاب بن دہمان بن غنم بن ذبیان بن ہمن بن کاہل بن ذہل بن ہنی بن بلی بن عمرو بن الحاف بن قضاعہ۔ بیعت عقبہ ثانیہ میں یہ بھی ستر آدمیوں میں شریک تھے۔ تمام غزوات میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ رہے۔ جنگ احد کے موقع پر مسلمانوں کے لشکر میں صرف دو گھوڑے تھے جن میں سے ایک آنحضرت کا تھا اور دوسرا ابو بردہ بن نیار کا تھا۔ آپ نے حضرت امیر معاویہ کی خلافت کے ابتدائی ایام میں وفات پائی۔ (18)

حضرت ابو بردہ بن نیار کی خصوصیت: قربانی میں خصوصی رعایت

نبی کریم ﷺ نے ہمیں عیدین کی عبادات، سنتیں اور آداب سکھائے، جن میں نمازِ عید کا وقت اور قربانی کی صحیح ترتیب شامل ہے۔ قربانی ایک مخصوص وقت کی عبادت ہے، یعنی یہ مقررہ وقت سے پہلے یا بعد نہیں کی جا سکتی۔

حدیث میں ذکر ہے کہ نبی ﷺ نے نمازِ عید کے بعد خطبہ دیا اور فرمایا کہ جو شخص نمازِ عید کے بعد قربانی کرے، اس کی قربانی صحیح عبادت شمار ہو گی اور اس پر ثواب ملے گا، لیکن جو قبل نماز قربانی کرے، اس کی قربانی صرف کھانے کے لیے ہو گی اور عبادت یا ثواب کی حیثیت نہیں رکھتی۔

ایک صحابی ابو بردہ بن نیار نے عرض کیا کہ: "میں نے اپنی بکری کی قربانی نماز سے پہلے کر دی میں نے سوچا کہ یہ کھانے پینے کا دن ہے میری بکری اگر گھر کا پہلا ذبیحہ بنے تو بہت اچھا ہو۔ اس خیال سے میں نے بکری ذبح کر دی اور نماز سے پہلے ہی اس کا گوشت بھی کھا لیا۔"

نبی ﷺ نے فرمایا کہ: "یہ قربانی نہیں، بلکہ صرف کھانے کے لیے ہے۔"

ابو بردہ نے عرض کیا کہ: "میرے پاس قربانی کے لیے صرف ایک عناق ہے، یعنی بکری کی بچی جو ایک سال سے کم عمر کی ہے۔"

ابو بردہ کے پاس اس کے علاوہ کوئی اور قربانی کی چیز نہیں تھی، اور یہ جذعہ ان کے نزدیک دو عام بکریوں سے بھی بہتر اور پسندیدہ تھی کیونکہ اس کا گوشت زیادہ اور قیمت زیادہ تھی۔ انہوں نے نبی ﷺ سے پوچھا کہ کیا یہ جذعہ قربانی کے لیے کافی ہے؟ نبی کریم ﷺ نے اجازت دی کہ وہ یہی جذعہ ذبح کریں اور فرمایا کہ: "یہ اجازت خاص انہی کے لیے ہے اور کسی اور پر نافذ نہیں ہو گی۔"

صحیح بخاری کتاب الاضاحی میں یہ حدیث موجود ہے:

عَنْ الْبَرَاءِ بْنِ عَازِبٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا، قَالَ: خَطَبَنَا النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَوْمَ الْأَضْحَى بَعْدَ الصَّلَاةِ، فَقَالَ:" مَنْ صَلَّى صَلَاتَنَا وَنَسَكَ نُسُكَنَا فَقَدْ أَصَابَ النُّسُكَ، وَمَنْ نَسَكَ قَبْلَ الصَّلَاةِ فَإِنَّهُ قَبْلَ الصَّلَاةِ وَلَا نُسُكَ لَهُ، فَقَالَ أَبُو بُرْدَةَ بْنُ نِيَارٍ خَالُ الْبَرَاءِ: يَا رَسُولَ اللَّهِ فَإِنِّي نَسَكْتُ شَاتِي قَبْلَ الصَّلَاةِ وَعَرَفْتُ أَنَّ الْيَوْمَ يَوْمُ أَكْلٍ وَشُرْبٍ وَأَحْبَبْتُ أَنْ تَكُونَ شَاتِي أَوَّلَ مَا يُذْبَحُ فِي بَيْتِي فَذَبَحْتُ شَاتِي وَتَغَدَّيْتُ قَبْلَ أَنْ آتِيَ الصَّلَاةَ، قَالَ: شَاتُكَ شَاةُ لَحْمٍ، قَالَ: يَا رَسُولَ اللَّهِ فَإِنَّ عِنْدَنَا عَنَاقًا لَنَا جَذَعَةً هِيَ أَحَبُّ إِلَيَّ مِنْ شَاتَيْنِ أَفَتَجْزِي عَنِّي، قَالَ: نَعَمْ، وَلَنْ تَجْزِيَ عَنْ أَحَدٍ بَعْدَكَ". (19)

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے عید الاضحی کی نماز کے بعد خطبہ دیتے ہوئے فرمایا کہ جس شخص نے ہماری نماز کی طرح نماز پڑھی اور ہماری قربانی کی طرح قربانی کی اس کی قربانی صحیح ہوئی لیکن جو شخص نماز سے پہلے قربانی کرے وہ نماز سے پہلے ہی گوشت کھاتا ہے مگر وہ قربانی نہیں۔ براء کے ماموں ابوبردہ بن نیار یہ سن کر بولے کہ یارسول اللہ! میں نے اپنی بکری کی قربانی نماز سے پہلے کر دی میں نے سوچا کہ یہ کھانے پینے کا دن ہے میری بکری اگر گھر کا پہلا ذبیحہ بنے تو بہت اچھا ہو۔ اس خیال سے میں نے بکری ذبح کر دی اور نماز سے پہلے ہی اس کا گوشت بھی کھا لیا۔ اس پر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ پھر تمہاری بکری گوشت کی بکری ہوئی۔ ابوبردہ بن نیار نے عرض کیا کہ میرے پاس ایک سال کی پٹھیا ہے اور وہ مجھے گوشت کی دو بکریوں سے بھی عزیز ہے، کیا اس سے میری قربانی ہو جائے گی؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ہاں لیکن تمہارے بعد کسی کی قربانی اس عمر کے بچے سے کافی نہ ہو گی۔

اصل مسئلے کی وضاحت:

قربانی کے صحیح ہونے کے لیے جانور مکمل ایک سال کا ہونا ضروری ہے، اور اس کی ظاہری نشانی یہ ہے کہ اس کے دو دانت نکل آئے ہوں۔ اس لیے چھ ماہ کے بکرے کی قربانی شرعی اعتبار سے صحیح نہیں سمجھی جائے گی۔ البتہ اگر چھ ماہ سے کم عمر جانور کو قربان کر دیا جائے تو بھی اس کا گوشت حلال ہو گا اور کھانے کے لیے جائز ہے، لیکن قربانی کے ثواب کے لیے صحیح عمر کے جانور کا ہونا لازم ہے۔

فتاوی ہندیہ میں ہے:

(وأما سنّه) فلايجوز شيء مما ذكرنا من الإبل والبقر والغنم عن الأضحية إلا الثني من كل جنس وإلا الجذع من الضأن خاصة إذا كان عظيما، وأما معاني هذه الأسماء فقد ذكر القدوري أن الفقهاء قالوا: الجذع من الغنم ابن ستة أشهر والثني ابن سنة والجذع من البقر ابن سنة والثني منه ابن سنتين والجذع من الإبل ابن أربع سنين والثني ابن خمس، وتقدير هذه الأسنان بما قلنا يمنع النقصان، ولا يمنع الزيادة،

حتى لو ضحى بأقل من ذلك شيئا لا يجوز، ولو ضحى بأكثر من ذلك شيئا يجوز ويكون أفضل، ولا يجوز في الأضحية حمل ولا جدي ولا عجول ولا فصيل. (20)

علامہ کاسانی اپنی مایہ ناز کتاب بدائع الصنائع في ترتیب الشرائع میں اس حدیث کو بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

وأما سنه فلا يجوز شيء مما ذكرنا من الإبل والبقر والغنم من الأضحية إلا الثني من كل جنس إلا الجذع من الضأن خاصة إذا كان عظيما؛ لما روي عن رسول الله -صلى الله عليه وسلم -أنه قال «ضحوا بالثنايا إلا أن يعز على أحدكم فيذبح الجذع في الضأن «وروي عنه -عليه الصلاة والسلام -أنه قال «يجزي الجذع من الضأن عما يجزي فيه الثني من المعز.

وروي أن رسول الله -صلى الله عليه وسلم -خرج إلى المصلى فشم قتارا فقال :ما هذا؟ فقالوا :أضحية أبي بردة فقال -عليه الصلاة والسلام -تلك شاة لحم، فجاء أبو بردة فقال :يا رسول الله عندي عناق خير من شاتي لحم، فقال -عليه الصلاة والسلام -تجزي عنك ولا تجزي عن أحد بعدك.

وروي عن البراء بن عازب -رضي الله عنهما -أنه قال :خطب رسول الله -صلى الله عليه وسلم -يوم عيد فقال :إن أول نسككم هذه الصلاة ثم الذبح، فقام إليه خالي أبو بردة بن نيار فقال :يا رسول الله كان يومنا نشتهي فيه اللحم فعجلنا فذبحنا فقال رسول الله -صلى الله عليه وسلم -فأبدلها، فقال :يا رسول الله عندي ماعز جذع فقال :هي لك وليست لأحد بعدك «وروي »أن رجلا قدم المدينة بغنم جذاع فلم تنفق معه فذكر ذلك لأبي هريرة -رضي الله عنه -فقال سمعت رسول الله -صلى الله عليه وسلم -يقول :نعمت الأضحية الجذع من الضأن «وروي :الجذع السمين من الضأن؛ فلما سمع الناس هذا الحديث انتهبوها أي تبادروا إلى شرائها وتخصيص هذه القربة بسن دون سن أمر لا يعرف إلا بالتوقيف فيتبع ذلك.

(وأما) معاني هذه الأسماء فقد ذكر القدوري -رحمه الله -أن الفقهاء قالوا :الجذع من الغنم ابن ستة أشهر والثني منه ابن سنة، والجذع من البقر ابن سنة والثني ابن سنتين، والجذع من الإبل ابن أربع سنين والثني منها ابن خمس وذكر القاضي في شرحه مختصر الطحاوي في الثني من الإبل ما تم له أربع سنين وطعن في الخامسة وذكر الزعفراني في الأضاحي :الجذع ابن ثمانية أشهر أو تسعة أشهر، والثني من الشاة والمعز ما تم له حول وطعن في السنة الثانية، ومن البقر ما تم له حولان وطعن في السنة الثالثة، ومن الإبل ما تم له خمس سنين وطعن في السنة السادسة، وتقدير هذه الأسنان بما قلنا لمنع النقصان لا لمنع الزيادة؛ حتى لو

ضحى بأقل من ذلك سنا لا يجوز ولو ضحى بأكثر من ذلك سنا يجوز ويكون أفضل، ولا يجوز في الأضحية حمل ولا جدي ولا عجل ولا فصيل؛ لأن الشرع إنما ورد بالأسنان التي ذكرناها وهذه لا تسمى بها. (21)

لبّ لباب

- اس حدیث میں نبی کریم ﷺ نے واضح کیا کہ قربانی کا درست وقت نمازِ عید کے بعد ہے، اس سے پہلے ذبح کیا گیا جانور صرف عام گوشت شمار ہوتا ہے، قربانی نہیں۔
- ابوبردہ رضی اللہ عنہ نے نیک نیت کے باوجود وقتِ قربانی سے پہلے ذبح کر لیا، تو نبی ﷺ نے اصول کے مطابق اسے غیر معتبر قرار دیا۔
- ان کے پاس موجود ایک سالہ پٹھیا چونکہ کیفیت و افضلیت میں خاص تھا، اس لیے صرف انہیں خصوصی اجازت دی گئی کہ وہ اسے قربانی بنا سکتے ہیں۔
- یہ رعایت صرف ابوبردہ رضی اللہ عنہ کی انفرادی خصوصیت تھی، امت کے لیے عام حکم نہیں۔

خلاصہ (Conclusion Summary)

اس مطالعے میں ہم نے بعض مخصوص صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے لیے نبی کریم ﷺ کی جانب سے کچھ شرعی مسائل میں خصوصی رخصت اور آسانیاں بیان کی ہیں۔ یہ تمام واقعات اور احکام ان صحابہ کی انفرادی خصوصیات، حالات اور ضروریات کے پیش نظر تھے۔ مثلاً رمضان میں مباشرت یا قربانی کے معاملے میں جو خصوصی رعایتیں دی گئی ہیں، وہ صرف انہی صحابہ کے لیے مخصوص تھیں اور عام امت کے لیے عام شرعی اصولوں کے مطابق نہیں تھیں۔

یہ مطالعہ اس بات کو اجاگر کرتا ہے کہ نبی کریم ﷺ نے صحابہ کی انفرادی ضروریات اور مجبوریوں کو مدنظر رکھتے ہوئے رحمت اور آسانی کے ساتھ شرعی احکام نافذ فرمائے، اور یہ سب صحابہ کی خصوصیات اور ان کی حالاتِ زندگی کی عکاسی کرتے ہیں۔ یوں یہ تحقیق صحابہ کرام کی شخصی حالات اور نبی ﷺ کی رہنمائی میں شریعت کی لچک کو واضح کرتی ہے۔

مزید تحقیق کے لیے رہنمائی (Recommendation for Further Research)

- اس تحقیق میں صرف چند مخصوص صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی خصوصی رخصتوں اور آسانیوں کا جائزہ لیا گیا ہے، لہٰذا آئندہ محققین دیگر صحابہ کے حالات اور انفرادی مسائل پر مزید تفصیل سے روشنی ڈال سکتے ہیں۔
- عبادات کے معاملات میں صحابہ کی خصوصی رعایتوں کے فقہی اور عملی پہلو کا موازنہ مختلف فقہی مکاتب فکر کے مطابق کیا جا سکتا ہے۔
- صحابہ کی انفرادی خصوصیات اور مجبوریوں کے پیش نظر نبی ﷺ کی رہنمائی کی تاریخی اور سیرت سے مطابقت پر مزید تحقیقی کام کیا جا سکتا ہے۔

- موجودہ تحقیق کو وسیع کرتے ہوئے مخصوص صحابہ کی زندگی کے واقعات اور احکام کے اثرات پر امت پر عملی اثرات اور ان کی عملی تقلید کے پہلوؤں کا مطالعہ کیا جا سکتا ہے۔

حوالاجات(REFERENCES)

(1)ابن اثیر، ابوالحسن علی بن مجاد الجزری، اسد الغابہ فی معرفۃ الصحابہ، ص637، ج1، مکتبہ خلیل، کراچی، طبع 2011ء۔

(2)نسائی، محمد بن اسماعیل، سنن نسائی، کتاب البیوع ج:2، ص:11211، مکتبہ بشریٰ، طبع 2018ء/1438ھ۔

(3)الاحزاب:23

(4)البخاری، محمد بن اسماعیل، صحیح البخاری، کتاب الجہاد والسیر، ج:3، ص:2147، مکتبہ بشریٰ، طبع 2018ء/1438ھ۔

(5)سورۂ بقرہ:282

(6)عثمانی، مفتی محمد شفیع، معارف القرآن، ص286، مکتبہ ادارۃ المعارف، کراچی، طبع 2001ء/1422ھ۔

(7)عثمانی، علامہ شبیر احمد، تفسیر عثمانی، ص908، ج1 مکتبہ بشریٰ، کراچی، طبع 2015ء/1436ھ۔

(8)ابن اثیر، ابوالحسن علی بن مجاد الجزری، اسد الغابہ فی معرفۃ الصحابہ، ص889 ج1، مکتبہ خلیل، کراچی، طبع 2011ء۔

(9)البخاری، محمد بن اسماعیل، صحیح البخاری، کتاب االنفقات، ج:4، ص:2711، مکتبہ بشریٰ، طبع 2018ء/1438ھ۔

(10)ابن ماجہ، محمد بن یزید، سنن ابن ماجہ، کتاب الطلاق، ج:1، ص:587، مکتبہ بشریٰ، طبع 2018ء/1438ھ۔

(11)سورۂ مجادلہ:2

(12)ایضاً

(13)ایضاً

(14)ایضاً

(15)امروہوی، مولانا نجم الحسن، نجم الفتاوی جلد:6، غیر مطبوعہ

(16)دارالافتاء: جامعہ علوم اسلامیہ علامہ محمد یوسف بنوری ٹاؤن، فتویٰ نمبر:144410100054

(17)سورۂ مجادلہ:3,4

(18)ابن اثیر، ابوالحسن علی بن مجاد الجزری، اسد الغابہ فی معرفۃ الصحابہ، ص405 ج3، مکتبہ خلیل، کراچی، طبع 2011ء۔

(19)البخاری، محمد بن اسماعیل، صحیح البخاری، کتاب الأضاحي، ج:1، ص:560، مکتبہ بشریٰ، طبع 2018ء/1438ھ۔

(20) قاضی خان، ابوالحسن فخر الدین حسن بن منصور بن عبد العزیز الفرغانی الاوزجندی، فتاویٰ عالمگیری، کتاب الأضحیۃ، الباب الخامس في بيان محل إقامة الواجب، ج:5، صفحہ:297، ط: دار الفکر بیروت۔

(21)کاسانی، علاء الدین ابو بکر بن مسعود الکاسانی، بدائع الصنائع فی ترتیب الشرائع، ج:5، صفحہ:70، ط: دار الکتب العلمیہ بیروت۔

1) Ibn al-Athīr, Abū al-Ḥasan ʿAlī ibn Muḥammad al-Jazarī. Usud al-Ghābah fī Maʿrifat al-Ṣaḥābah, vol. 1, p. 637. Maktabah Khalīl, Karachi, 2011.
2) al-Nasāʾī, Muḥammad ibn Ismāʿīl. Sunan al-Nasāʾī, Kitāb al-Buyūʿ, vol. 2, p. 11211. Maktabah Bushrā, 2018 / 1438 AH.
3) Qur'ān, Sūrat al-Aḥzāb, verse 23.
4) al-Bukhārī, Muḥammad ibn Ismāʿīl. Ṣaḥīḥ al-Bukhārī, Kitāb al-Jihād wa al-Siyar, vol. 3, p. 2147. Maktabah Bushrā, 2018 / 1438 AH.
5) Qur'ān, Sūrat al-Baqarah, verse 282.
6) ʿUthmānī, Mufti Muḥammad Shafīʿ. Maʿārif al-Qur'ān, p. 286. Idārat al-Maʿārif, Karachi, 2001 / 1422 AH.
7) ʿUthmānī, ʿAllāmah Shabbīr Aḥmad. Tafsīr ʿUthmānī, vol. 1, p. 908. Maktabah Bushrā, Karachi, 2015 / 1436 AH.
8) Ibn al-Athīr, Abū al-Ḥasan ʿAlī ibn Muḥammad al-Jazarī. Usud al-Ghābah fī Maʿrifat al-Ṣaḥābah, vol. 1, p. 889. Maktabah Khalīl, Karachi, 2011.
9) al-Bukhārī, Muḥammad ibn Ismāʿīl. Ṣaḥīḥ al-Bukhārī, Kitāb al-Nafaqāt, vol. 4, p. 2711. Maktabah Bushrā, 2018 / 1438 AH.
10) Ibn Mājah, Muḥammad ibn Yazīd. Sunan Ibn Mājah, Kitāb al-Ṭalāq, vol. 1, p. 587. Maktabah Bushrā, 2018 / 1438 AH.
11) Sūrat al-Mujādilah, verse 2
12) Ibid.
13) Ibid.
14) Ibid.
15) Amrohāvī, Mawlānā Najm al-Hasan. Najm al-Fatāwā, vol. 6, unpublished manuscript.
16) Dār al-Iftāʾ, Jāmiʿah ʿUlūm Islāmiyyah, Allāmah Muhammad Yūsuf Banūrī Town, Fatwā No. 144410100054.
17) Sūrat al-Mujādilah, verse 3,4
18) Ibn al-Athīr, Abū al-Ḥasan ʿAlī ibn Muḥammad al-Jazarī. Usud al-Ghābah fī Maʿrifat al-Ṣaḥābah, vol. 3, p. 405. Maktabah Khalīl, Karachi, 2011.
19) al-Bukhārī, Muḥammad ibn Ismāʿīl. Ṣaḥīḥ al-Bukhārī, Kitāb al-Aḍāḥī, vol. 1, p. 560. Maktabah Bushrā, 2018 / 1438 AH.
20) al-Qāḍī Khān, Abū al-Ḥasan Fakhr al-Dīn Ḥasan ibn Manṣūr al-Farghānī al-Uzjandī. Fatāwā ʿĀlamgīriyyah, "Kitāb al-Uḍḥiyah, Bāb Khāmis: Bayān Maḥall Iqāmat al-Wājib", vol. 5, p. 297. Dār al-Fikr, Beirut.
21) al-Kāsānī, ʿAlāʾ al-Dīn Abū Bakr ibn Masʿūd. Badāʾiʿ al-Ṣanāʾiʿ fī Tartīb al-Sharāʾiʿ, vol. 5, p. 70. Dār al-Kutub al-ʿIlmiyyah, Beirut.

This work is licensed under a Creative Commons Attribution 4.0 International License.